مخدومی و معظمی حضرت مولانا یعقوب صاحب حفظہ اللہ ورعاہ ناظم حزب العلماء یو کے !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید کہ مزاج عالی بخیر و عافیت ہو، رب ذو الجلال سے جانبین کے حق میں یہی دعا ہے ۔ حزب العلماء یو کے کی طرف سے جاری کردہ سوالنامہ دستیاب ہوا ، بڑی خوشی ہوئی ۔ آپ نے اس علمی خدمت کے لئے ہمارے ادارہ کو یاد فرمایا ، ادارہ آپ کا شکر گزار ہے ، اللہ رب العزت آپ کو دارین میں جزاء خیر عنایت فرمائے ، آمین ۔

شریعت مطہرہ میں روزہ کی ابتدا و انتہا کا دار و مدار ثبوت ہلال پر ہے ، اور ثبوت ہلال رویت پر موقوف ہے - یعنی ۲۹ شعبان کو اگر چاند دکھائی دے ، تو تراویح شروع کر دی جائے اور یہ پہلی رمضان کی رات ہوگی - اور اگر انتیس شعبان کو چاند نظر نہ آئے ، تو تیس شعبان پورے کئے جائیں گے -

حدیث میں ہے " عن ابن عمر رض أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : الشہر تسع وعشرون لیلۃ ، فلا تصوموا حتی تروہ ، فان غم علیکم فأکملوا العدۃ ثلاثین " (بخاری کتاب الصوم ۱۹۰۷ الکتب الستۃ)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے ، سو تم روزہ مت رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو - اگر آسمان ابر آلود ہو ، تو شعبان کے تیس روزے پورے کرلو -

بخاری ہی کی دوسری روایت میں ہے - " قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو قال أبو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم : صوموا لرؤیتہ وأفطروا لرؤیتہ ، فان غبی علیکم فأکملوا عدۃ شعبان ثلاثین - ۱۹۰۹

ترجمہ :- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - چاند دیکھ کر روزہ رکھو ، چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو (عید مناؤ)

اس رویت کا ثبوت کس طرح ہو ؟ جواب یہ ہے کہ آسمان (مطلع) یا تو صاف ہوگا - یا ابر آلود ہوگا - اگر مطلع صاف نہ ہو تو ثبوت ہلال رمضان کے لئے ایک دیندار عاقل بالغ مسلمان کی خبر کافی ہے -

حدیث میں ہے " عن ابن عباس رض قال : جاء أعرابی إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال : إنی رأیت الہلال ، قال الحسن فی حدیثہ یعنی رمضان - فقال : أتشہد أن لا إلہ إلا اللہ ؟ قال : نعم ، قال : أتشہد أن محمدا رسول اللہ ؟ قال : نعم ، قال : یا بلال ! أذن فی الناس فلیصوموا غدا "

(أبو داؤد ، کتاب الصوم ، رقم الحدیث ۲۳۴۰ الکتب الستۃ)

حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ میں ۲۹ شعبان کو کسی نے چاند نہیں دیکھا - مدینہ کے باہر سے ایک دیہاتی آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ، کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ؟ اس نے جواب دیا ، جی ہاں - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ، کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ؟ اس نے جواب دیا ، جی ہاں - اس کی خبر سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رض کو بلایا ، اور کہا کہ لوگوں میں اعلان کر دو " کل سب روزہ رکھیں " -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ایک آدمی کی خبر سے رمضان کا چاند ثابت ہو جاتا ہے -

فقہائے کرام کی عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے

إن كان بالسماء علة فشهادة الواحد على هلال رمضان مقبولة، إذا كان عدلا مسلما عاقلا بالغا - الفتاوى الهندية ۱/۱۹۷

إذا كان بالسماء علة يقبل في هلال رمضان خبر واحد عدل، تبيين الحقائق ۲/۱۶

وأما إذا لم تكن السماء صحوا بسبب غيم أو غبار ونحوه: اكتفى الإمام في رؤية الهلال بشهادة مسلم واحد عدل عاقل بالغ، (والعدل هو الذي غلبت حسناته سيئاته)
الفقه الإسلامي وأدلته ۲/۵۹۹

وقبل بلا دعوى ... للصوم مع علة كغيم وغبار خبر عدل .... درمختار مع الرد ۲/۳۸۵ (کراچی)

والواحد إذا شهد برؤية هلال رمضان فإن كانت السماء متغيمة أو غبارا أو نحوه تقبل شهادة الواحد، إذا كان مسلما عاقلا بالغا - تاتارخانیہ ۲/۳۶۲

اور اگر مطلع صاف ہو، تو ثبوت ہلال کے لئے ایک جم غفیر کی رویت ضروری ہے، یعنی مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کا دیکھنا شرط ہے، اور اس جماعت میں کم از کم کتنے آدمی ہونا چاہئے؟ فقہاء نے اسے امام المسلمین اور قاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جتنوں سے غلبۂ ظن ہو جائے اتنی تعداد سے ثبوت ہلال ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے: وقبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم، وهو مفوض إلى رأي الإمام من غير تقدير بعدد على المذهب، درمختار مع الرد ۲/۳۸۷ - ۳۸۸

فتاوی ہندیہ میں ہے: وإن لم يكن بالسماء علة لم تقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم وهو مفوض إلى رأي الإمام من غير تقدير هو الصحيح، الفتاوى الهندية ۱/۱۹۸

تبیین الحقائق میں ہے: وإن لم يكن بالسماء علة فيهما يشترط أن يكون الشهود جماعة كثيرة بحيث يقع العلم بخبرهم لأن التفرد في مثل هذه الحالة يوهم الغلط، فوجب التوقف في خبره حتى يكون جمعا كثيرا، تبیین الحقائق ۲/۱۶۲ - ۱۶۳۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے: إذا كانت السماء صحوا فلا بد من رؤية جمع عظيم لإثبات رمضان والفطر أو العيد، ومقدار الجمع ما يقع العلم الشرعي (غلبة الظن) بخبرهم، وتقديرهم مفوض إلى رأي الإمام في الأصح، الفقه الإسلامي ۲/۵۹۸ — ۵۹۹

عبارات بالا سے اگر سوال میں ذکر کی گئی شہادت کا موازنہ کیا جائے تو امید ہے کہ یہ بات واضح ہو جائے گی کہ

(۱) مرکزی رویت ہلال کمیٹی برطانیہ کے وفد نے برمنگھم کے جن تین گواہوں سے رویت ہلال کی شہادت لی ہیں یہ شرعی شہادت ہے،

شرعی شہادت کو محض اس بنیاد پر رد کر دینا کہ یہ شہادت فلکی حسابات (جنتری) کے خلاف ہے، انتہائی غلط ہے؛ کیونکہ شریعت میں ثبوت ہلال کی بنیاد رویت پر رکھی گئی ہے نہ کہ جنتری پر؛ بلکہ فقہاء کرام نے نصوص شرعی کی روشنی میں ثبوت ہلال کے لئے جنتری کو ناقابل قبول قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو فقہاء کرام کی عبارتیں ــــ

فتاوی شامی میں ہے: " قوله لا عبرة بقول المؤقتين أي في وجوب الصوم على الناس بل في المعراج لا يعتبر قولهم بالإجماع، ولا يجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه۔ ۲/۳۸۷ (کراچی)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "وهل يرجع إلى قول أهل الخبرة العدول ممن يعرف علم النجوم؟ الصحيح أنه لا يقبل... ولا يجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه" الفتاوی الهندية ۱/۱۹۷

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے "ولا يعتمد على ما يخبر به أهل الميقات والحساب والتنجيم لمخالفته شريعة نبينا عليه أفضل الصلاة والتسليم" ۲/۵۹۹

(۳) شہادت مذکورہ کی بنیاد پر جن لوگوں کا ایک روزہ چھوٹ گیا اس کی قضا واجب ہے۔

"وإذا ثبت دخوله قضاء وجب صومه" رد المحتار ۲/۳۸۹ - (ایچ ایم سعید کراچی)

"ومن تحمل وشهد وجب على كل قاضي الحكم بشهادتهم" فتح القدير ۲/۳۹۰ کتاب القاضي -

اور یہ سمجھ کر قضاء کرنا کہ اس کا وبال ہم پر نہیں بلکہ جنہوں نے منع کیا ان پر ہوگا غلط ہے اور یہ عذر عند اللہ ناقابل قبول ہے، (اس لئے کہ شریعت نے ہم کو اس شہادت پر عمل کرنے کا مکلف بنایا ہے) جس کی طرف قرآن کریم کی اس طرح کی آیتوں سے اشارہ ملتا ہے -

(۱) وإذا قيل لهم اتبعوا ما أنزل الله قالوا بل نتبع ما ألفينا عليه آباءنا أولو كان آباؤهم لا يعقلون شيئا ولا يهتدون (۱۷۰) البقرة

ترجمہ:- اور جب ان کافروں سے کہا جاتا ہے کہ اس کلام کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو ان باتوں کی پیروی کریں گے جن پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے، بھلا کیا اس صورت میں بھی (ان کی پیروی جاری رکھیں گے) جب ان کے باپ دادے (دین کی) ذرا بھی سمجھ نہ رکھتے ہوں، اور انہوں نے کوئی آسمانی ہدایت حاصل نہ کی ہو،

آیت کا آخری حصہ "لا يعقلون شيئا ولا يهتدون" محل استشہاد ہے، جس کی تفسیر ابن کثیر میں ان الفاظ سے کی گئی ہے "أي ليس لهم فهم ولا هداية"، اور مفتی شفیع صاحب یہ لکھتے ہیں "ہدایت سے مراد وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صریحاً نازل کئے گئے، اور عقل سے مراد وہ احکام ہیں جو بذریعہ اجتہاد نصوص شرعیہ سے استنباط کئے گئے"۔ (معارف القرآن ۱/۴۲۰)

(۲) وقالوا ربنا إنا أطعنا سادتنا وكبراءنا فأضلونا السبيلا (۶۷) الاحزاب

ترجمہ:- اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا اور انہوں نے ہمیں راستہ سے بھٹکا دیا -

تفسیر ابن کثیر میں ہے "سادتنا يعني الأشراف، وكبراءنا يعني العلماء" اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ان علماء کو بہانہ بنا کر کے احکام شرعیہ کو ترک کرنے کی وجہ سے آخرت میں ندامت ہوگی - جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت (۱۷۰) سے معلوم ہوا کہ نصوص اور نصوص کی بنیاد پر علماء کی تحقیق پر عمل ضروری ہے -

کتبہ

صداقت اللہ عثمان عفی عنہ

۱۵ / صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

۲۰ / جنوری ۲۰۱۱ء

دار الافتاء کرمالی

KARMALI